سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹

بدگمانی
اور اس کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۹

بدگمانی اور اس کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

به فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
به اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : بدگمانی اور اس کا علاج

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ ؁ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۹۰ ؁ء بروز پیر

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہٗ (خلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۶ ؁ھ مطابق ۲۸ جنوری ۲۰۱۵ ؁ء

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080موبائل:0316-7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آج کل ایک طبقہ اُمت میں ایسا پیدا ہو گیا ہے، خصوصاً جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں جو اسلام کے نام نہاد مفکرین اور خود ساختہ مفسرین اور تجدد پسند مصنفین کا گمراہ کن لٹریچر پڑھ کر سچے اہل اللہ و خدامِ دین اور علماء ربّانیین سے متنفر و بدگمان ہے جس کی وجہ سے ان کے فیوض و برکات سے محروم ہو کر دین کے آبِ صاف یعنی دین کی حقیقت سے ناآشنا و محروم ہے۔

پیش نظر وعظ میں اس خاص زاویۂ نگاہ سے بدگمانی کے نقصانات پر متنبہ کیا گیا ہے اور اکابر کے ارشادات و علوم و معارف کو پیش کیا گیا ہے جو آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مصداق بن کر اہل باطل کے مزعومہ اعتراضات کا بہترین جواب اور ان کی شکر آمیز زہریلی نشریات کا تریاق ہے۔ اس کے مطالعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ بدگمانی کے مرض سے نجات اور اہل اللہ سے حسن ظن اور محبت پیدا ہو گی۔ یہ وعظ سیدی و مرشدی و مولائی حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم و عمت فیوضھم نے ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز دوشنبہ بعد مغرب خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں مجلس نہی عن المنکر کے ہفتہ واری اجتماع میں بیان فرمایا تھا، جس کو ٹیپ سے نقل و مرتب کر کے اور حضرت والا دامت برکاتہم کی نظر ثانی کے بعد طبع کیا جا رہا ہے، حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع فرمائیں، آمین۔

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بدگمانی اور اس کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ

فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ[1]

وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا[2]

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر مومن کے ساتھ نیک گمان رکھو۔ اس حدیث کی شرح میں علماءِ ربّانیّین فرماتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے اندر ننانوے دلائل ہوں بدگمانی کے لیکن ایک راستہ ہو حسن ظن کا تو عافیت کا راستہ یہی ہے کہ حسن ظن کے اس ایک راستے کو اختیار کرلو۔ کیوں؟ اس کی وجہ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد اوّل فرمایا کرتے تھے کہ بدگمانی پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مقدمہ دائر فرمائیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ بدگمانی کے تمہارے پاس کیا دلائل تھے، اور نیک گمان پر بلا دلیل انعام عطا فرمائیں گے۔ حسن ظن پر بغیر دلیل کے ثواب ملتا ہے کیوں کہ امر ہے ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا لٰہذا مقدمہ میں جان پھنسانا بے وقوفی، حماقت اور نادانی ہے۔ حضرت ہنس کر فرماتے تھے کہ احمق ہے وہ شخص جو مفت میں ثواب لینے کے بجائے اپنی گردن پر مقدمات قائم کرنے کے انتظامات کررہا ہے اور اپنے لیے مصیبتیں تیار کررہا ہے۔ نیک گمان کرکے مفت میں ثواب لو اور بدگمانی کرکے دلائل پیش کرنے کے مقدمات میں اپنی جان کو نہ پھنساؤ۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعتراض کا منشاء دو ہوتا ہے۔ قلتِ محبت اور قلتِ علم یعنی اعتراض عموماً دو قسم

1. صحیح البخاری: ۸۹۶/۲، باب قولہ تعالی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ، المکتبۃ القدیمیۃ
2. الدر المنثور: ۶۷۴/۱۰، دار ھجر، مصر / المعجم الکبیر للطبرانی: ۴۹۷/۱۶

www.khanqah.org

کے لوگوں کو ہوتا ہے یا تو اس کے اندر محبت کی کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہر آدمی کے اندر کیڑے نکالنے کی کوشش کرتا ہے یا پھر نہایت درجہ کا جاہل ہوتا ہے کیوں کہ قرآن و حدیث اور فقہ کے اُصول اس کے سامنے نہیں ہوتے اس لیے جہالت کی وجہ سے اعتراض کرتا ہے اور فرمایا کہ ہماری خانقاہ میں دو ہی قسم کے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے یا تو انتہائی درجہ کا فقیہہ ہو کہ میرے ہر عمل کو سمجھ جائے کہ یہاں فقہ کا فلاں قانون لاگو ہو سکتا ہے یا پھر انتہائی درجہ کا عاشق ہو جس کو سوائے بھلائیوں کے کچھ نظر ہی نہ آئے کیوں کہ عاشق کو تو محبوب کی ہر ادا پسند آتی ہے، اور اگر نہ اس میں محبت کامل ہے نہ علم کامل ہے تو ایسے لوگ پھر محروم ہی رہتے ہیں۔ پس دینی خدّام پر اعتراض اور ان کے فیوض و برکات سے محرومی کے یہ دو ہی سبب ہیں یا محبت کی کمی یا علم کی کمی۔

دیکھیے تھانہ بھون جیسا قصبہ جہاں اپنے زمانہ کا مجدّد موجود، جب دور دور سے بڑے بڑے علماء اور بزرگ آتے تھے تو قریب کے رہنے والے یعنی قصبہ کے بعض لوگ مذاق اُڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کلکتہ سے، مدراس سے، بمبئی سے، اعظم گڑھ سے، جون پور سے چلے آرہے ہیں، کیسے بے وقوف لوگ ہیں، ہمیں تو کوئی خاص بات ان بڑے میاں میں نظر نہیں آتی۔ لہٰذا دور دور کے لوگ کامیاب ہو گئے اور قریب کے لوگ جنھوں نے قدر نہ کی محروم رہ گئے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ حاجی صاحب آپ تو کوئی بڑے عالم بھی نہیں ہیں، پھر ان علماء کو کیا ہو گیا کہ مولانا گنگوہی جیسا عالم، مولانا قاسم نانوتوی جیسا عالم اور حضرت حکیم الامت جیسا عالم آپ سے مرید ہو گیا ہے، مجھے تو اس بات پر سخت صدمہ اور تعجب ہے کہ یہ علماء کیوں آپ سے بیعت ہو گئے۔ اب حاجی صاحب کا جواب سن لیجیے، فرمایا کہ ”جتنا آپ کو تعجب ہے اس سے زیادہ مجھے تعجب ہے کہ یہ علماء اور علماء بھی ایسے کہ علم کے سمندر، نہ جانے مجھ جیسے کے ہاتھ پر کیوں بیعت ہو گئے۔“ یہ حاجی صاحب کا کمال تواضع تھا، لیکن یہ بدگمانی اور اعتراض کرنے والا کوئی بہت ہی محروم شخص تھا۔ برعکس ان حضرات کے اندر کتنا ادب تھا۔ حاجی امداد اللہ صاحب نے ایک رسالہ لکھا اور مولانا قاسم نانوتوی کو دیا اصلاح کے لیے۔ اس میں علمی لحاظ سے کوئی لفظ مسوّدہ میں غلط ہو گیا تو مولانا قاسم

صاحب نے اس مقام پر یہ نہیں لکھا کہ حضرت آپ سے یہاں غلطی ہوگئی ہے بلکہ وہاں دائرہ بنا کر یہ لکھ دیا کہ حضرت یہ لفظ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔

اللہ اللہ! کیا ادب تھا۔ نقص کی نسبت شیخ کی طرف نہیں کی، اپنی سمجھ کی طرف کردی۔

اے خدا جوئیم توفیق ادب

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔

بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیوں کہ بے ادب انسان اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ لہٰذا بے ادبوں کی صحبت سے بھی بچنا چاہیے۔ کوئی شخص خواہ کتنا ہی عقل مند ہو لیکن اگر کسی بے ادب کے پاس رہتا ہے تو اس کے اندر بھی بے ادبی کے جراثیم پیدا ہو جائیں گے، اس لیے جس قوم نے یا جس طبقہ نے اکابر پر اعتراضات کیے ہیں ایسے لوگوں کے لٹریچر سے، ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیے ورنہ وہ جراثیم اس کے اندر بھی آجائیں گے، اور یہ سارا راستہ اکابر کے اعتماد پر چلتا ہے۔ شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، بڑے علماء میں بھی شامل ہیں۔ ایک مرتبہ شیطان نے ان سے کہا کہ مولانا صاحب کیا میری بخشش نہیں ہوگی؟ آپ نے فرمایا تیری بخشش کیسے ہوگی تُو تو جہنمی ہے، مردود ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں قرآن سے ثابت کردوں کہ میری بھی بخشش ہو جائے گی تو؟ فرمایا کہ اچھا پڑھ کس آیت سے بخشا جائے گا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ[۳] میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے تو کیا میں شے نہیں ہوں میں بھی تو کوئی چیز ہوں اگرچہ ناچیز ہوں تو رحمت مجھ پر بھی وسیع ہو جائے گی بس میں بھی بخش دیا جاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا کہ تو جہنمی ہے لیکن تجھ سے بحث نہیں کروں گا اور اپنے مریدین کو حکم فرمایا کہ شیطان سے کبھی بحث نہ کرنا کیوں کہ اگر شیطان سے بحث کرنا مفید ہوتا تو اللہ تعالیٰ اَعُوۡذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ پڑھنے کا حکم نہ فرماتے بلکہ یہ حکم ہوتا کہ جب شیطان وسوسہ ڈالے تو اس کو لپٹ کر پٹک دینا یعنی تم بھی دلائل کے ساتھ اس سے بحث و مباحثہ و مناظرہ کرکے اس کے وسوسوں کا جواب دینا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

---

۳ اعراف: ۱۵۶

کہ بس تم اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھو، میری پناہ مانگو کہ اے خدا! اس شیطان مردود سے مجھے پناہ نصیب فرما۔

اس بات کو محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بہت عمدہ سمجھایا ہے کہ شیطان کی مثال اس کتے کی سی ہے جو بڑے لوگوں کے بنگلوں پر کھڑا رہتا ہے۔ دنیا میں جتنے بڑے لوگ کہلاتے ہیں ان کا کتا بھی بڑا ہوتا ہے، بھیڑیا نسل کا ''فارن کنٹری'' سے منگاتے ہیں۔ کارنر کا اگر پلاٹ ہے تو کتا فارنر کا ہوتا ہے۔ جب کسی کو دیکھتا ہے کہ یہ بنگلہ میں آنا چاہ رہا ہے تو بھونکنا شروع کر دیتا ہے اور اتنا زور سے بھونکتا ہے کہ قبض کشا گولی کی ضرورت نہیں پڑتی، اس کا قبض ویسے ہی ٹوٹ جاتا ہے، آنے والا پھر گھنٹی بجاتا ہے اور مالک مکان سے کہتا ہے کہ صاحب میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں مگر آپ کے کتے نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے، اس کو خاموش کرائیے، تو کتے کا مالک کوئی خاص لفظ خصوصی کوڈ استعمال کرتا ہے جس سے وہ دم ہلاتا ہوا بیٹھ جاتا ہے۔ محدّث عظیم ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ابلیس اللہ تعالیٰ کا کتا ہے، گیٹ آؤٹ کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے دربار سے باہر ہے، مردود کیا ہوا ہے، جب دنیا کے بڑے لوگ بڑے کتے پالتے ہیں تو اللہ میاں تو سب سے بڑے ہیں ان کا کتا بھی اتنا ہی بڑا ہے، یہ وسوسے ڈالتا ہے اگر اس سے لڑوگے اور چپ کرنا چاہوگے تو وہ اور بھونکے گا جیسے کتے اور بھونکتے ہیں اگر کوئی ڈانٹنا شروع کرے اور خاموش کرنا چاہے۔ تو یہ شیطان اللہ تعالیٰ کا کتا ہے کہ کسی کے قابو میں نہیں آسکتا جب تک کہ وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ نہ پڑھے۔ لہٰذا اللہ سے کہو تو اللہ تعالیٰ پھر شیطان کو حکم دے دیتے ہیں، اس کی برکت سے پھر شیطان اس پر قابو نہیں پاتا۔ اس لیے اللہ پاک نے خود اپنی ذات پاک سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، شیطان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا۔

بہرحال عرض کرنا یہ تھا کہ حضرت حکیم الامت مجدد الملّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ محی الدّین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کسی مصلحت سے شیطان کو جواب نہیں دیا، غالباً اس وقت اپنے مریدین کو ادب سکھانا تھا اور ان کی تربیت کے لیے وہی مناسب تھا لیکن فرمایا کہ شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے میری سمجھ میں اس کا جواب آگیا۔ یہ نہیں کہا کہ یہ میرا کمال ہے، اگر کوئی غیر تربیت

یافتہ خشک ملا ہوتا تو کہتا کہ دیکھو شیخ ابنِ عربی کو جواب نہیں آیا، میرا کمال ہے کہ مجھے جواب آگیا لیکن ہمارے بزرگوں کا کمال یہ ہے کہ اپنے کو مٹایا۔ فرمایا کہ شیخ ابنِ عربی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کا جواب ڈال دیا اور وہ یہ ہے کہ بے شک اللہ کی رحمت شیطان پر بھی وسیع ہے لیکن کیسے؟ اس کو ایک مثال سے سمجھیے، اگر کوئی شخص کسی کو سو جوتے مارنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن اٹھانوے مار کر دو چھوڑ دیتا ہے تو اس کا کرم اور مہربانی اور اس کی رحمت ہے یا نہیں؟ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ شیطان کو جہنم میں جتنا عذاب دیں گے اس سے زیادہ عذاب دینے پر اللہ تعالیٰ قادر ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ قادر ہیں کیوں کہ ان کی قدرت و طاقت لا محدود و لامتناہی ہے پس جتنا عذاب شیطان کو دیں گے اس سے زیادہ عذاب دینے پر خدا قدرت رکھتا ہے۔ اگر وہ قدرت اللہ تعالیٰ ظاہر کرتے تو اس کو عذاب اس سے بھی زیادہ شدید ہوتا پس جتنی قدرت عذاب دینے کی ہے اتنا عذاب نہ دینا یہ بھی رحمت ہے، اس طرح شیطان پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ سبحان اللہ! کیا علوم ہیں ہمارے اکابر کے۔ اُولٰٓئِكَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ ایک صاحب نے کہا کہ ایک شخص مومن ہے لیکن کہیں جارہا تھا کہ اچانک اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور اسی وقت روح نکل گئی، کلمہ تو اس نے پڑھا نہیں، تو کیا اس کا خاتمہ کلمہ پر ہوا؟ حکیم الامت کا جواب سُنیے، فرمایا کہ آپ لوگ ایک گھنٹہ سے میری مجلس میں ہیں اور میری باتیں سن رہے ہیں کیا اس وقت آپ لوگ کلمہ کا وِرد کررہے ہیں یا میری باتیں سن رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں صاحب ہم لوگ تو آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔ فرمایا کہ اس وقت آپ لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا کہ بے شک مسلمان ہیں۔ فرمایا کہ ایسے ہی وہ شخص جو مسلمان ہے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے کلمہ نہ پڑھ سکا تو مسلمان ہی مرے گا۔ جب تک اسلام کے خلاف منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلے اسلام باقی رہتا ہے، ہاں کلمہ کے خلاف اگر کوئی بات کہہ دی مثلاً راستہ چلتے ہوئے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود نہیں ہے نعوذ باللہ، اور ایکسیڈنٹ سے یا ہارٹ فیل ہونے سے اچانک مرگیا تو اب وہ کفر پر مرا، لیکن اگر کوئی کلمہ خلافِ ایمان و اسلام نہیں نکلتا تو وہ حالتِ اسلام ہی میں ہے۔

ایک شخص نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ میرے قلب میں کفر کے وسوسے آتے ہیں، ایسے ایسے وسوسے آتے ہیں کہ میں ہندو ہوجاؤں یا عیسائی ہوجاؤں یا یہودی

ہو جاؤں۔ عجیب عجیب کافرانہ خیال آتے ہیں جن کی وجہ سے مجھے تو اپنے ایمان ہی میں شبہ ہے تو حضرت نے اس کو لکھا کہ جب آپ کو کفر کے یہ وسوسے آتے ہیں تو آپ کا دل خوش ہوتا ہے یا صدمہ اور دکھ ہوتا ہے؟ اس نے لکھا کہ دل کو سخت صدمہ ہوتا ہے، تو فرمایا کہ پھر آپ پکے مسلمان ہیں۔ ان وسوسوں پر دل کا دکھنا اور کڑھنا اور صدمہ ہونا دلیل ہے آپ کے ایمان کی۔ دنیا میں کسی کافر کو اپنے کفر پر صدمہ اور افسوس نہیں ہے اگر افسوس ہو تو اپنے کفر پر قائم ہی کیوں رہے، کافر کو اپنے کفر پر کبھی کوئی وسوسہ نہیں آتا لہٰذا ان وسوسوں سے آپ کے ایمان کو کوئی نقصان نہیں بلکہ آپ کا درجہ بلند ہو رہا ہے۔ ہمارے ذمہ بس اتنا ہے کہ بُرے وساوس کو بُرا سمجھیں، وساوس کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے سپر ہائی وے پر ایک شہزادہ جارہا ہے، اس کی منزل حیدر آباد ہے، ساتھ ہی گدھا گاڑی بھی جارہی ہے اور ایک کتا بھی بھونکتا ہوا جارہا ہے تو بتائیے کیا یہ کتے اور گدھے کا ہونا اس شہزادہ کے سفر میں کچھ مضر ہوگا؟ سپر ہائی وے پر اگر بادشاہوں کے ساتھ کتے اور بھنگی اور جمعدار چل سکتے ہیں تو مومن کا قلب بھی شاہراہ ہے اور وہ مثل شہزادہ کے اللہ کی طرف جارہا ہے، اس میں اگر وسوسے آتے ہیں تو کوئی فکر کی بات نہیں بلکہ ان وسوسوں کو معرفت کا ذریعہ بنالیجیے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب وسوسوں اور خیالات کا ہجوم ہو تو کہو واہ کیا شان ہے اے اللہ آپ کی کہ ڈیڑھ چھٹانک کے دل میں آپ نے خیالات کا سمندر بھر دیا، کیماڑی کا سمندر بھی بھرا ہوا ہے، کلفٹن بھی ہے اور کشمیر کی پہاڑیاں بھی گھسی ہوئی ہیں۔ سارا عالم ایک ذرا سے دل میں سمایا ہوا ہے، ایک چھوٹی سی چیز میں خیالات کا سمندر چلا آرہا ہے۔ تو فرمایا کہ یہ خیالات کا ہجوم جو شیطان نے ڈالا تھا اللہ سے دور کرنے کو اس شخص نے بزرگوں کی تعلیمات کی برکت سے اس کو ذریعۂ معرفت اور ذریعۂ قرب بنالیا تو پھر شیطان ہاتھ ملتا ہے اور افسوس کرتا ہوا بھاگتا ہے کہ اس نے تو میرے وساوس کو بھی معرفت کا سبب بنالیا، یہ تو ایسا عاشق معلوم ہوتا ہے کہ جس نے۔

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ملا اسے غمِ جاناں بنا دیا

اس طرح وسوسوں کو ذریعۂ معرفت بنالیجیے اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے، سید الانبیاء

www.khanqah.org

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَكَ وَذِكْرَكَ[۴] اے اللہ! میرے دل کے خیالات کو اپنا خوف اور اپنی یاد بنادے اور ایک دوسری حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ[۵] شکر ہے اس اللہ کا جس نے شیطان کے معاملے کو، اس کے مکر و کید کو صرف وسوسہ تک محدود کردیا، اس سے زیادہ اس کو طاقت نہیں دی ورنہ مان لیجیے یہاں جو لوگ بیٹھے ہوئے دین کی بات سن رہے ہیں اگر شیطان آتا اور سب کو اٹھا اٹھا کر سینماہاؤس میں لے جاکر بِٹھا دیتا تو بڑی مشکل میں جان پھنس جاتی، لوگ کہتے کہ بھائی ہم تو گئے تھے خانقاہ میں اللہ کی بات سننے مگر وہاں شیاطین کا ایک لشکر آیا اور سب کو اُٹھا اُٹھا کر وی سی آر اور سینماہاؤس میں بٹھا دیا۔ شیطان کو اگر یہ طاقت ہوتی تو بتائیے ہم کتنی مشکل میں پھنس جاتے! اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شکر ادا کرو، کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک ہیں۔ عربی میں یاد رہے تو سبحان اللہ ورنہ اُردو ہی میں کہہ لیجیے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے شیطان کے کید کو، اس کی طاقت کو صرف خیالات اور وسوسہ ڈالنے تک محدود کردیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر سکھایا اور شکر سے اللہ کا قرب ملتا ہے۔ پس وسوسہ کو ذریعۂ قرب و معرفت بنادیا کہ شکر ہے کہ شیطان صرف خیالات اور وسوسہ ڈال سکتا ہے، تم کو عمل پر مجبور نہیں کرسکتا۔ گندا تقاضا دل میں پیدا ہوا آپ اس پر عمل نہ کیجیے، بالکل آپ کا تقویٰ قائم ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کا روزہ ہے، جون کا مہینہ ہے، شدید پیاس لگ رہی ہے بار بار دل چاہتا ہے کہ پانی پی لوں مگر پیتا نہیں۔ بتائیے روزہ اس کا ہے یا نہیں؟ کیا پانی پینے کے وسوسوں سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا؟ پانی پینے کے لاکھ تقاضے ہوتے رہیں جب تک پیے گا نہیں روزہ اس کا قائم ہے۔ بلکہ اس کو ڈبل اجر مل رہا ہے، تقاضے کی وجہ سے، پیاس کی وجہ سے۔ اسی طرح گناہ کے لاکھ وسوسے آئیں جب تک گناہ نہیں کرے گا یہ شخص بالکل متقی ہے، وسوسہ سے تقویٰ میں ہرگز کوئی نقصان نہیں آئے گا۔

---

۴ الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمی: ۱/۴۷۴ (۱۹۳۰)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۵ سنن ابی داؤد: باب فی رد الوسوسۃ، ذکرہ بروایۃ ابن قدامۃ۔

مشکوۃ المصابیح: باب فی رد الوسوسۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

سبحان اللہ! یہ ہمارے باپ داداؤں کے علوم ہیں **اُولٰٓئِكَ اٰبَآئِيْ فَجِئْنِيْ بِمِثْلِهِمْ** لہٰذا گناہوں کے تقاضوں پر آپ بس عمل نہ کریں، لاکھ تقاضے ہوں، تو آپ کا تقویٰ بالکل ٹھیک ہے۔ دیکھیے اس وقت بھی سب کے پیٹ میں کچھ نہ کچھ پاخانہ ہوگا، ابھی ایکسرے کرالیجیے تو نظر بھی آجائے گا لیکن جب تک گندگی باہر نہ نکلے آپ کا وضو ہے۔ اس طرح دل میں گندے خیالات آئیں، اس میں مشغولی نہ ہو، اس پر عمل نہ ہو بس آپ کا تقویٰ قائم ہے۔ دین کتنا آسان ہے ؎

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں

جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

دین تو بہت آسان ہے، ہم خود اس کو دشوار کرتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جس شخص نے بھی شیطان کے وسوسوں کا جواب دیا پاگل ہوگیا۔ ایک وسوسہ کا جواب دیا، اس نے دوسرا پیش کردیا، اب رات بھر بیٹھے ہوئے وسوسوں کا جواب دے رہے ہیں۔ بتایئے کیا ہوگا! دماغ خراب ہوگا یا نہیں؟ آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کو جواب ہی مت دیجیے، بس یہی کہیے کہ اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اس کا اختیار وسوسہ ڈالنے تک ہی رکھا، اور بزرگوں کے پاس آیئے جایئے، ان کی صحبتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ابلیس کے تمام مکروکید کو ختم کردیتا ہے کیوں کہ اہل اللہ اسم ہادی کے مظہر ہیں، اسم ہادی کی تجلی ان پر ہوتی ہے، ان کے پاس بیٹھنے والوں پر بھی وہ تجلی پڑجاتی ہے جس سے ان کو ہدایت ہوجاتی ہے۔ اور ابلیس اللہ تعالیٰ کے اسم مضل کا مظہر ہے، گمراہ کرنے کی طاقت کا ظہور اس پر ہوتا ہے، لہٰذا گمراہ لوگوں سے بھاگیے اور اللہ کے خاص بندوں کی صحبت میں رہیے جو بزرگانِ دین کے صحبت یافتہ ہیں، اسم مضل کے مقابلے میں اسم ہادی کے سائے میں آجایئے۔ جس شخص کو دیکھو کہ اس نے بزرگوں کی صحبت نہیں اٹھائی چاہے مطالعہ اس کا بہت وسیع ہو ہرگز اس کی صحبت میں نہ بیٹھیے۔ میں نہایت اخلاص کے ساتھ کہتا ہوں، کسی تعصب سے نہیں، جو اپنے بزرگوں سے سنا ہے وہی سنا دیتا ہوں، عمل پر تو ہم آپ کو مجبور نہیں کرسکتے لیکن جو اپنے بزرگوں سے سنا ہے وہ سنا تو سکتے ہیں، اور ان کا اخلاص و للّٰہیت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ تو ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ جن لوگوں نے بزرگانِ دین کی صحبتیں نہیں اٹھائیں، صحبت یافتہ نہیں ہیں، تربیت یافتہ نہیں ہیں، جو مربّٰی نہیں بنے ان کو اگر

اپنا مربی بناؤ گے تو بس فتنہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس لیے ہر ایک کی کتابیں بھی نہ پڑھیے۔ حکیم الامت مجدّد الملّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے بزرگوں سے پوچھو کہ ہم کون سی کتاب پڑھیں اور کون سی نہ پڑھیں۔ آپ خود دیکھ لیجیے حضرت حکیم الامت کی تعلیمات میں یہ بات موجود ہے۔ ان بزرگوں کی کتابیں دیکھیے جنہوں نے بزرگوں کی صحبتیں اٹھائی ہیں اور تمام علماء جن کی تائید کرتے ہیں، مثال کے طور پر جیسے مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر لکھی ہے معارف القرآن۔ ایسے صحبت یافتہ بزرگوں کی تفسیریں اور کتابیں دیکھیے ورنہ اگر کسی غیر تربیت یافتہ خود ساختہ مفسر کی تفسیر یا تصنیف دیکھی تو بس پھر سمجھ لو کہ خطرے میں پڑ جاؤ گے، ایمان ہی کے لالے پڑ جائیں گے۔ کبھی انبیاء علیہم السلام پر اس کا گستاخ قلم اٹھ جائے گا، کبھی صحابہ پر، ایسی نئی چیزیں نکال دے گا کہ قرآن کو، دین کو، جو میں نے سمجھا ہے کسی نے سمجھا ہی نہیں، بیک قلم سب کی تنقیص کر دے گا۔ ایسے صاحبِ قلم قابلِ سر قلم ہیں۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے یہ خاص نصیحت کی ہے کہ جب تک یہ معلوم نہ کر لو کہ یہ شخص کسی کا صحبت یافتہ ہے ہرگز اُس کی صحبت میں مت بیٹھو، نہ اس کی تصانیف پڑھو، چاہے وہ بظاہر بیعت بھی کرتا ہو، اس سے پوچھو کہ اس نے بھی کسی سے بیعت کی ہے یا نہیں؟ کسی کو اپنا بابا اور مربّی بنایا کہ نہیں؟ اگر وہ کہہ دے کہ میرا کوئی بابا نہیں، میں خود مادر زاد بابا پیدا ہوا ہوں تو پھر سمجھ لیجیے کہ یہ کیسا شخص ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں **لَا تَأْخُذُوْهُ بَابَا مَنْ لَّا بَابَا لَهٗ**، اس کو ہرگز بابا مت بناؤ جس کا کوئی اگلا بابا نہ ہو کیوں کہ خاندان سے اس کا رشتہ بالکل کٹا ہوا ہے جس لوٹے سے پانی پینا چاہتے ہو پہلے جھانک کر دیکھو کہ اس کے اندر کیا ہے؟ کیوں کہ لوٹے میں جو کچھ ہو گا وہی ٹونٹی سے آئے گا۔ اگر صاف پانی ہے تو صاف آئے گا اور اگر پانی میں گندگی ملی ہوئی ہے تو ٹونٹی سے بھی وہی گندا پانی آئے گا۔ مسلم شریف میں حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے، فرماتے ہیں **اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ**[۶] یہ علم دین ہے، پس خوب دیکھ لو، تحقیق کر لو کہ تم کس شخص سے دین حاصل کر رہے ہو۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا ہے کہ

---

۶ صحیح مسلم: ۱۱/۱، باب بیان الاسناد من الدین، ایچ ایم سعید

جس سے دین سیکھ رہے ہیں اس نے کس سے سیکھا ہے **اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ**[ے] اسناد کی دین میں خاص اہمیت ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے مثنوی حضرت حکیم الامت مجدّد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور انہوں نے حضرت حاجی صاحب سے پڑھی اور الحمد للہ! میں نے شاہ عبد الغنی صاحب سے پڑھی۔ دیکھیے سند دیکھنی پڑتی ہے یا نہیں؟ اس سے اعتماد پیدا ہوتا ہے کہ ان کے استاد فلاں، ان کے استاد فلاں ہیں۔ اور اگر کسی سے نہیں سیکھا، محض ذاتی مطالعہ سے حاصل کیا ہے تو پھر وہ ایسے ہی ترجمہ کرے گا جیسے کسی نے کتاب میں دیکھا کہ نماز ہلکے پڑھو لہٰذا وہ پوری نماز میں ہل رہا تھا حالاں کہ لکھا تھا کہ نماز ہلکی پڑھو۔ پہلے زمانے میں ''ی'' کو لمبا کھینچ کر ''ے'' لکھ دیتے تھے تو اس نے ہلکی کو پڑھا ہلکے، اب جناب نماز میں ہل رہے ہیں، کسی کو استاد بنایا نہیں تھا کہ پوچھ لیتا۔ کتاب دیکھ کر دین سیکھنے والوں اور دین سکھانے والوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ خود بھی ہلیں گے آپ کو بھی ہلا دیں گے۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے عجیب بات فرمائی کہ ایک شخص کسی سے کچھ کہتا ہے، وہ کان پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کیا کہا؟ اس کے معنیٰ ہیں کہ دوبارہ کہیے میں نے نہیں سنا اور وہی شخص اگر اسی جملے کو کہتا ہے سینہ تان کر آنکھیں نکال کر کیا کہا؟ اب دیکھیے دونوں جملوں کے معنیٰ بدل گئے یا نہیں؟ اگرچہ الفاظ وہی ہیں لیکن جس نے سینہ تان کر کہا۔ کیا کہا؟ اس کے معنیٰ ہوئے کہ کیا بکواس کرتے ہو، میں تمہاری پٹائی کر دوں گا لیکن یہ بات کون بتائے گا؟ وہی لوگ جو وہاں موجود تھے اور جنہوں نے کہنے والے کو دیکھا ہے، جن شاگردوں نے استاد کی زندگی کو دیکھا ہے وہی استاد کے کلام کا مفہوم متعین کر سکتے ہیں۔ حدیث ہرگز وہ شخص نہیں سمجھ سکتا جو صحابہ کرام سے مستغنی ہو گا، جو شاگردِ اوّل ہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنہوں نے آپ کا لب و لہجہ، آپ کا اندازِ بیان، آپ کی آنکھوں کی سرخیاں، آپ کا چہرہ مبارک دیکھا ہے۔ بتلائیے ان کے بغیر مفہوم متعین ہو سکتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ سوائے عذاب و پریشانی و حیرانی کے اس شخص کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا

ے صحیح مسلم: ۱/۱۲، قول عبد اللہ ابن مبارک، باب بیان الاسناد من الدین، ایچ ایم سعید

جو بزرگوں سے مستغنی ہوتا ہے، ساری زندگی ناک رگڑ کر تسبیحات پڑھ لو لیکن جب تک کسی شیخ سے تعلق نہیں ہو گا، اس کے مشورہ کے مطابق عمل نہیں ہو گا، کامیابی نہیں ملے گی۔ مگر بھائی شرط یہ ہے کہ شیخ شیخ ہو، متبع سنت و شریعت ہو، گنجیڑی بھنگیڑی، سٹہ باز نہ ہو، آج کل لوگ ایسوں کو بھی شیخ بنا لیتے ہیں جو سمندر کے کنارے لنگوٹی باندھے راکھ ملے ہوئے سٹہ کا نمبر بتا رہے ہیں، روزہ نماز کچھ نہیں کیوں کہ نماز تو کعبہ شریف میں پڑھ لیتے ہیں، پھر یہاں کیوں پڑھیں؟ ان سے کہو کہ جب نماز کعبہ میں پڑھتے ہو تو کعبہ ہی میں زمزم پی لو، وہیں کھجور کھالو، ایسا مبارک کھانا چھوڑ کر یہاں کیوں کھاتے ہو؟ ہم اب کھانا نہیں دیں گے، تین دن کے بعد پھر کراچی ہی میں نماز پڑھے گا۔

غرض کوئی بات ہو اپنے نفس پر عمل نہ کیجیے، جو چیزیں کھٹکتی ہوں چاہے کہیں سن بھی لیا کہ بھائی اس معاملے میں کچھ گنجائش ہے، سنی سنائی بات پر عمل نہ کیجیے۔ اگر شیخ عالم ہے تو اس کو خط لکھیے کہ میرا ایک عمل ہے، میں ایسا کرتا ہوں، اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے عالی ہے؟ اور اگر شیخ بہت بڑا عالم و مفتی نہیں ہے تو اہل فتاویٰ سے رجوع کیجیے لیکن اپنی طبیعت سے مسئلے مت بنائیے ورنہ سمجھ لیجیے کہ اگر کوئی ایک مسئلہ میں بھی شریعت کے خلاف چلے گا تو اس کا سلوک طے نہیں ہو سکتا، نہ اس کے وظیفوں میں اثر آ سکتا ہے۔ خدا جزائے خیر دے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کو، فرمایا کہ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے اور وظیفے خوب پڑھ رہے ہیں تو وظیفوں میں اثر کیسے آئے؟ وظیفوں سے رحمت کا ٹرک آ گیا اور گناہ اور نافرمانی سے خدا کے غضب کا ٹرک سامنے کھڑا ہو گیا اور سائیڈ نہیں دے رہا ہے۔ آپ بتلائیے کہ سلوک طے ہو گا اس کا؟ اللہ تعالیٰ ولی اسی کو بناتا ہے جو صاحبِ تقویٰ ہوتا ہے۔

تو میں کہہ رہا تھا کہ شیطان جب دیکھتا ہے کہ یہ شخص فلاں جگہ سے دین سیکھتا ہے تو اس کے دل میں اس دینی مربّی سے کوئی نہ کوئی بدگمانی ڈال دیتا ہے پھر وہ آنا جانا چھوڑ دیتا ہے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے، بدگمانی ڈال کر دینی مرکزوں سے اور دین کے خادموں سے دور کر دیتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اگر کسی دینی خادم سے آپ کو مناسبت نہیں ہے اس کے پاس مت جائیے، کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر شیخ کو اپنا شیخ تسلیم کر لیں، اگر غلطی سے اصلاح کا تعلق بھی کر لیا تو آپ شیخ بدل دیجیے، کسی دوسرے شیخ کے پاس جائیے لیکن بلا دلیل بدگمانی نہ

کیجیے، اس کی غیبت بھی نہ کیجیے۔

بد گمانی پر اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، ان کے ایک مرید جن کا یہاں کراچی میں جنرل اسٹور بھی ہے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک بہت بڑے افسر کو مولانا کی خدمت میں لے گیا کہ یہ مولانا سے متأثر ہو جائے گا، ان سے استفادہ کرنے لگے گا، گناہ چھوڑ دے گا، اللہ والا بن جائے گا۔ عشاء کے بعد وہاں گئے۔ اس وقت مولانا بادام اور پستہ کھا رہے تھے، دعا وغیرہ کے بعد واپس ہوئے تو راستے میں انہوں نے بڑی اُمیدوں کے ساتھ پوچھا کہ جناب مولانا کی زیارت سے آپ پر کچھ اثر ہوا، کچھ اللہ کی محبت میں اضافہ ہوا، آپ مولانا سے کچھ متأثر ہوئے؟ تو کہنے لگے جو تأثر پہلے تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ کہنے لگے کیوں؟ کہا کہ اللہ والے تو وہ ہیں جو سوکھی روٹی پانی میں ڈال کر کھاتے ہیں، یہ بادام و پستہ اڑا کر اللہ والے کیسے ہو گئے۔ بتائیے حد ہے اس جہالت کی! انہیں جہالتوں سے شیطان راستہ مارتا ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ذکر کرنے والا دودھ نہیں پیے گا، سر میں تیل نہیں لگائے گا اور اگر دماغ میں خشکی بڑھ جائے گی تو خدا کے یہاں اس کی پکڑ ہو گی کہ تم نے ہماری دی ہوئی مشین استعمال کی مگر اس میں تیل کیوں نہیں ڈالا؟ جسم اللہ کی امانت ہے، اگر یہ جسم خدا کی امانت نہ ہوتا اور ہم خود اپنی جان کے مالک ہوتے تو خودکشی جائز ہو جاتی۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ ہم ان کے ہیں، امانت دار ہیں، اپنے جسم کے ہم مالک نہیں ہیں۔ اس لیے اپنی جان کو ہلاک نہیں کر سکتے، اسی لیے خودکشی حرام ہے۔

تو میرے دوست نے ہنس کر کہا کہ پستہ بادام کھانے سے وہ بدگمان ہو گئے اور کہا کہ ہم نے تو یہی سنا تھا کہ اللہ والے سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے ہیں، ہاں کھاتے تھے کسی زمانے میں جبکہ ہر سال خون نکلوانا پڑتا تھا۔ آج سے سات آٹھ سو برس پہلے ایک زمانہ ایسا تھا کہ انسان کے جسم میں اتنا خون ہوتا تھا کہ اگر وہ سال میں خون نہ نکلواتے تو سر میں درد رہنے لگتا تھا اور رگیں تڑپنے لگتی تھیں۔ اب زمانہ آ گیا خون چڑھوانے کا، کمزوری کا۔ ”میڈ ان ڈالڈا“ ہو گیا انسان۔ اب اصلی گھی ملتا ہے؟ ارے گھی کیا ملے گا اب تو اصلی ہوائیں نہیں ملتیں۔ ڈیزل بھری ہوائیں ہیں کراچی کی۔ اس زمانے میں اگر ہم اچھی غذا نہ کھائیں گے تو دین کی خدمت

کیسے کریں گے؟ حکیم الامت اپنے زمانے میں آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے پانچ روپے کا خالی ناشتہ کیا کرتے تھے۔ اس زمانے کا پانچ آج کا پچاس ہے یا نہیں اور کیا کرتے تھے ناشتہ؟ موتی کا خمیرا، بادام مغزیات اور ایسی تمام قیمتی چیزوں کا ہوتا تھا وہ ناشتہ۔ میرے شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ پندرہ سو کتابوں کے مصنف حضرت حکیم اُلامت جب تصنیف فرماتے تھے تو بادام پیس کر اس کی ٹکیہ سر پر رکھتے تھے، چار چار گھنٹے تک کتاب لکھ رہے ہیں اور دماغ بادام کا تیل چوس رہا ہے ورنہ اتنا بڑا کام ہوتا؟ اگر جان نہ ہو تو کہاں سے جان دے کوئی۔ بھئی قربانی کے بکرے کو بھی تو موٹا تازہ ہونا چاہیے نا! اپنے کو اگر ہم موٹا تازہ نہ کریں تو ہماری قربانی مریل ڈنگر کی قربانی ہوگی۔ اس لیے اگر اچھا کھایئے تو اللہ کے لیے کھایئے۔ مرغی کا سوپ پیجیے، انگور کھایئے لیکن خدا کی راہ میں اپنی طاقت کو فدا کیجیے۔ اپنی طاقت کو بیلوں کی طرح مسٹنڈے ہو کر غیر اللہ کی محبت میں اور اللہ کی نافرمانی میں استعمال کرنا ناشکری ہے۔ اپنی طاقت اور پہلوانی کو اللہ کی راہ میں فدا کیجیے۔

پہلوانی پر یاد آیا کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے قصے سناتے تھے کہ جب ان کی یاد آتی ہے تو دل تڑپ جاتا ہے کہ ہائے ؎

اڑ گئی سونے کی چڑیا رہ گیا پر ہاتھ میں

ایک دفعہ کچھ قصے پہلوانوں کے بیان کیے اور یہ واقعہ سنایا کہ حضرت جنید بغدادی بھی پہلوان تھے۔ اس وقت وہ اللہ والے نہیں تھے صرف پہلوانی کی روٹی کھاتے تھے، شاہی پہلوان تھے۔ کُشتی جیت لی اور شاہ کے خزانے سے پاگئے لاکھ روپے۔ جب کھاپی گئے اور پیسہ ختم ہوا تو پھر کہیں کُشتی لڑلی۔ ایک دفعہ ایک نہایت کمزور سید صاحب آئے اور کہا کہ میں جنید بغدادی سے کُشتی لڑوں گا۔ سب ہنسنے لگے کہ بھائی آپ تو بڑے میاں ہیں اور کمزور بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دیکھنا میں ایسا داؤ ماروں گا کہ جنید بغدادی بھی یاد کریں گے حالاں کہ اتنے کمزور تھے کہ چلنے میں کانپ رہے تھے۔ بادشاہ نے منظور کرلیا۔ جب اکھاڑے میں جنید بغدادی اترے تو وہ بڑے میاں بھی اترے کانپتے ہوئے لیکن کان میں کہا کہ دیکھو میں سید ہوں، میری اولاد کو فاقے ہو رہے ہیں، اگر تم آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی محبت میں، نبی کی محبت میں اپنی آبرو کو ہار جاؤ تو یہ انعام مجھے مل جائے گا، تمہاری آبرو تو جائے گی لیکن سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم تم سے خوش ہوجائیں گے۔بس اتنا سنتے ہی جنید بغدادی نے یہ سودا سستا سمجھا۔

محبت کی بازی وہ بازی ہے دانشؔ
کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بس انہوں نے زور دکھانے کی کچھ ایکٹنگ کی جس کو نورا کشتی کہتے ہیں اور گر گئے دھڑ سے۔ جب وہ گر گئے تو بڑے میاں چڑھ گئے اور مکے مار رہے ہیں مگر وہ اللہ کی محبت میں برداشت کررہے تھے، بڑے میاں سارا انعام لے گئے۔ اسی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، فرمایا کہ اے جنید! تو نے میری محبت میں اپنی عزت کو بیچا ہے، میں تیری عزت کا سارے عالم میں ڈنکا پٹوادوں گا، آج سے تیرا نام اولیاء اللہ میں شمار کرلیا گیا۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا دوستو! کہ بدگمانی بہت بڑی خطرناک بیماری ہے اس سے بچیے۔ بدگمانی سے شیطان دینی خادموں سے محروم کردیتا ہے۔ اس کی اب میں اور وضاحت کرتا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانی کی ٹونٹی میں کسی نے پاخانہ لگادیا اور اس کے بعد گلاس میں پانی لے کر پینے لگا تو کہتا ہے کہ اوہو! بڑی بدبو ہے آج تو پانی میں۔ کے ڈی اے نے دھوکا دے دیا۔ ارے کے ڈی اے نے دھوکا نہیں دیا۔ آپ نے جو ٹونٹی میں پاخانہ لگایا ہے یہ اس کی بدبو ہے، پانی تو صاف آرہا ہے۔ اسی طرح اپنی بدگمانی کی وجہ سے انسان کو دین کے خادم حقیر اور بُرے نظر آتے ہیں۔ بُرائی ان میں نہیں ہے بلکہ خود اس میں ہے جو بدگمانی کررہا ہے۔ اس بدگمانی سے حق اس کو باطل نظر آرہا ہے۔ واقعی بات یہ ہے کہ جب اللہ کا فضل نہیں ہوتا تو اچھی چیز بُری نظر آنے لگتی ہے۔ دیکھیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں سورج چلتا ہوا نظر آتا ہے اور ابوجہل کہتا تھا کہ میں نے ایسی بُری شکل دنیا میں نہیں دیکھی۔ نعوذ باللہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا تو ان کی بصیرتِ صحیحہ کی وجہ سے ان کی بصارت بھی صحیح فیصلہ کررہی تھی اور ابوجہل اس فضل الٰہی سے محروم تھا اس کی اندھی بصیرت کی وجہ سے اس کی بصارت بھی غلط فیصلہ کررہی تھی۔

اب دوسری وضاحت سنیے! ایک عورت اپنے بچے کا استنجا کرارہی تھی، عورتیں

چھوٹے بچے کا پاخانہ ہاتھ سے دھوتی ہیں، اتنے میں معلوم ہوا کہ چاند نظر آ گیا، وہ بھی جلدی سے چاند دیکھنے لگی اور عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی انگلی کو ناک پر رکھ لیتی ہیں تو دوسری عورت سے اس نے کہا کہ بہن اس دفعہ تو عید کا چاند بہت ہی سڑا ہوا نکلا ہے، سخت بدبو ہے۔ اس نے کہا کہ بے وقوف چاند میں بدبو نہیں ہے، تیری انگلی میں بدبو ہے جس پر بچے کا پاخانہ لگا رہ گیا ہے، تو اپنی انگلی دھولے۔ ان قصوں کو قصے نہ سمجھیے، یہ عبرت کی داستانیں ہیں۔ ان سے سبق لیجیے ورنہ اہل اللہ کا چراغ کوئی نہیں بجھا سکتا۔ میں پھر ببانگِ دہل کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ جس چراغ کو روشن کرنا چاہتا ہے اسے کوئی نہیں بجھا سکتا، ایسے ایسے بدگمانی کرنے والے مر گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے جس کو چمکانے کا فیصلہ کر لیا، اس کو کوئی نہ بجھا سکا۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
بر آں کو تف زند ریشش بسوزد

جس چراغ کو اللہ روشن کرتا ہے جو اس کو پھونک مار کر بجھانا چاہتا ہے خود اس کی ہی داڑھی جل جاتی ہے۔ اللہ اپنے خاص بندوں کا چراغ ضایع نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے ساری دنیا کی وہ پروا نہیں کرتے۔ بس اولیاء اللہ کو اور ان کے خادموں کو ایک ہی غم ہوتا ہے کہ کہیں اللہ تو ہم سے ناراض نہیں ہے۔ اس غم کے ہوتے ہوئے ساری دنیا کے غموں سے وہ آزاد ہوتے ہیں۔

اب آپ کو ایک واقعہ اور سناتا ہوں۔ ایک حبشی، موٹے موٹے ہونٹ، لمبے لمبے دانت والا افریقہ کے جنگل میں جا رہا تھا۔ راستے میں کسی کا آئینہ گر گیا تھا، اس میں اس کو اپنی شکل نظر آئی۔ دیکھا کہ کالے رنگ کا ایک آدمی بڑے بڑے دانت، موٹے موٹے ہونٹ سامنے ہے آئینہ کے اندر۔ تب بڑی زور سے ڈانٹتا ہے آئینہ کو کہ کمبخت یہ تیرے کالے کالے موٹے موٹے ہونٹ اور ایسی خراب شکل ہے جبھی تجھے کوئی جنگل میں پھینک گیا ہے۔ اگر تو حسین ہوتا تو تجھے الماری میں سجا کر رکھتا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حبشی کو آئینہ میں اپنی شکل نظر آئی لیکن وہ آئینہ کو بُرا سمجھ رہا تھا، اسی طرح جو لوگ دین کے خادموں کے متعلق بلا دلیل شرعی محض اپنے خیالات سے بدگمانی کرتے ہیں وہ اصل میں ان کے باطن کی شکل ہوتی ہے جو ان کو اللہ والوں میں نظر آتی ہے۔ اس لیے اس بیماری سے خاص طور پر

پناہ مانگیے، بزرگانِ دین اور علماء ربّانیّن سے بدگمان نہ ہوں، پھر دیکھیے کتنا ملتا ہے۔ جس کو جتنا ہی زیادہ حسن ظن ہوتا ہے بزرگانِ دین، سے اس کو اتنا ہی زیادہ فیض ہوتا ہے۔ یہ بات شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ضیاء القلوب میں لکھی ہے کہ جس کو اپنے دینی مربیوں سے جتنا زیادہ نیک گمان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اس کو اپنا فضل، رحمت اور فیض عطا کرتے ہیں، اور حسن ظن تو ہر مومن سے ہونا چاہیے لیکن جو دین کے خادم ہیں ان سے اگر حسن ظن نہیں ہو گا تو ایسے شخص کا تو راستہ مارا گیا، اسے کچھ نہیں ملے گا۔

اب اس کی ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند باتوں کا علم ہو جانے سے بعض لوگوں کو شیخ المشائخ بننے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ دین کے بڑے بڑے خادموں کی بھی اصلاح شروع کر دیتے ہیں حالاں کہ ان کو سوچنا چاہیے کہ انسان ہر ایک کو تو شیخ نہیں بناتا، جس سے اس کی مناسبت ہوتی ہے، اس کا روحانی گروپ ملتا ہے اس کو اپنا بڑا بناتا ہے۔ لہٰذا ہر آدمی دوسرے کا شیخ بننے کی کوشش نہ کرے۔ اس پر ایک قصہ سناتا ہوں بہت مزے دار۔

مولانا فرماتے ہیں کہ ایک چوہا جا رہا تھا اور اس کے قریب ہی ایک اونٹ بھی جا رہا تھا جس کے گلے کی رسی زمین پر لٹک رہی تھی، اس کی رسی چوہے نے اپنے دانت سے دبالی اور اس کے آگے آگے چلنے لگا۔ اونٹ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ چوہے نے سمجھا کہ اتنا بڑا مرید آج میرا شکار ہو گیا، میرا جسم تو چھوٹا سا اور اونٹ اتنا بڑا بس اس نے فخر سے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ اب میری شخصیت چمک جائے گی، اونٹ جیسا دیو ہیکل، دیو قامت بھی آج میرا غلام بنا ہوا ہے۔ اونٹ بے چارہ اپنی قوت سے نزول کر کے آہستہ آہستہ اس کے ساتھ چل رہا تھا کہ ذرا چوہے صاحب کو دیکھتا ہوں کہ کب تک یہ ہماری مرشدی اور پیری کرتے ہیں۔ جب آگے ایک دریا پڑا تو اب چوہا وہیں رک گیا۔ اونٹ نے کہا کہ شیخ صاحب! جب آپ نے خشکی میں میری رہنمائی فرمائی ہے تو پانی میں بھی آپ میرے پیر رہیے، آپ رک کیوں گئے، ذرا آگے چلیے۔ چوہے نے کہا کہ حضور! پانی میں تو میری ہمت نہیں ہوتی۔ اونٹ نے کہا اجی کوئی بات نہیں ابھی میں چلتا ہوں، اس نے ایک قدم آگے بڑھایا تو اس کے گھٹنے تک پانی تھا، اس نے کہا کہ اے میرے پیارے مرشد! گھبرا مت ارے مرید کے گھٹنے تک ہی تو پانی ہے۔

چوہے نے کہا ارے جہاں تک تیرے گھٹنے کا پانی ہے وہ تو میرے سر سے کئی فٹ اونچا ہو جائے گا، میرے لیے تو وہ ایسا ڈباؤ ہے کہ اس میں میری کئی پشتیں ڈوب جائیں گی۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو چھوٹے اور نااہل اپنے اکابر کے مصلح اور رہبر بننا چاہتے ہیں ان کا حال اسی چوہے کی مانند ہے جو اونٹ کی رہبری کر رہا تھا لہٰذا فرماتے ہیں کہ اس حماقت میں نہ پڑو۔

ایک ذرّہ نے پہاڑ سے کہا کہ اے پہاڑ! میں ذرا تجھ کو آزماؤں گا، اپنی ترازو میں تجھ کو تولوں گا۔ پہاڑ نے کہا کہ اے ذرے! جب تو مجھے اپنی ترازو پر رکھے گا تو تیری ترازو ہی پھٹ جائے گی تو مجھے وزن نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اپنے مربیوں کو جن کی صحبتوں میں با ادب بیٹھتے ہو جانچو مت۔ حسن ظن سے فائدہ اٹھایئے، اگر ان سے فائدہ اٹھانا ہے تو حسن ظن سے اٹھا سکتے ہو، اور مناسبت نہیں ہے تو نہ اپنا وقت ضایع کرو اور نہ اس کا ضایع کرو۔ مان لو کسی شخص کو، کسی صاحبِ نسبت اللہ والے سے مناسبت نہیں ہے، اس کو وہاں اللہ کی محبت میں اضافہ نہیں ہوتا اور دل میں بُرے خیالات آتے ہیں کہ یہ شخص تو کچھ بھی نہیں، بالکل چکرباز معلوم ہوتا ہے تو ایسے شخص کو وہاں جانا اپنی زندگی کو ضایع کرنا ہے۔ بھئی جب خون کا گروپ نہ مل رہا ہو تو اس کا خون چڑھانا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ اس مربّی کو چھوڑ کر اس شخص سے تعلق کرو جس سے تمہارے خون کا گروپ مل رہا ہو یعنی جس سے مناسبت ہو۔ البتہ گستاخی اور بدگمانی کسی سے نہ کرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے راستے کی بنیاد سر سے پیر تک ادب پر ہے۔

حکیم الاُمت نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اپنے شیخ کی کوئی بات سمجھ میں نہ آرہی ہو، اس کی اصلاحات، اس کی گرفت، اس کا احتساب سمجھ میں نہ آرہا ہو تو سمجھنا چاہیے کہ شیخ جس مقام سے بول رہا ہے اس مقام تک میری رسائی نہیں ہے، ہم اس مقام تک نہیں پہنچے جس مقام سے شیخ دیکھ رہا ہے۔ یہ وہ سبق ہے جو کہ اکسیر ہے۔ اس پر عمل کرے تو آدمی کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

اس پر اب ایک قصہ سناتا ہوں۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھائی مولانا سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تھانہ بھون میں ایسا زبردست وعظ بیان کیا کہ سارا مجمع جھوم گیا۔ ایسا وعظ تھا کہ جیسے حکیم الاُمت بول رہے ہوں۔ لوگوں نے حضرت کو بتایا کہ حضرت آج تو آپ کے بھانجے نے کمال کر دیا۔ مولانا سعید احمد نے ایسا بیان کیا جیسے آپ کا بیان

ہوتا ہے۔ حضرت سمجھ گئے کہ اتنی تعریفیں سن کر نفس تو پھول گیا ہوگا۔ سوچا کہ ابھی دیکھتا ہوں کہ شکل پر آخر کیا اثر ہے کیوں کہ جب نشہ آتا ہے کبر کا، بڑائی کا، تو چال میں، آنکھوں میں اور چہرے پر اس کے اثرات آجاتے ہیں جیسے بخار آجائے تو بخار تو جسم کے اندر ہوتا ہے لیکن چہرہ بھی لال ہوجاتا ہے، جب غصہ آتا ہے تو آنکھیں لال ہوجاتی ہیں، آنکھوں کی سرخی بتاتی ہے کہ خیریت نہیں ہے۔

لہٰذا اس دن مولانا سے چلنے میں تھوڑی سی غلطی ہوگئی۔ مجمع سے گزرتے ہوئے کسی کے پیر لگ گیا۔ بس حضرت نے اتنا ڈانٹا کہ نالائق بے وقوف ایذا رسانی کرتے ہو ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ تمہارا پیر کیوں لگا اس سے؟ اور نہ جانے کیا کیا فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے پوچھا کہ حضرت غلطی تو ذرا سی تھی اور انہوں نے جان بوجھ کر بھی نہیں کی، چلنے میں ذرا سا پاؤں لگ گیا بغیر ارادہ کے، مگر آپ نے اتنا کیوں ڈانٹا۔ یہ تو اتنی بڑی غلطی نہیں تھی۔ فرمایا کہ غلطی واقعی اتنی بڑی نہیں تھی لیکن مجھے ایک پچھلے مادّہ کا آپریشن کرنا تھا جو وعظ کے بعد ان کے دل میں کبر وعجب کا پھوڑا پیدا ہوگیا تھا، مجھے اس پر نشتر لگانا تھا۔ اس چھوٹی سی غلطی کو تو میں نے بہانا بنایا ہے۔ اس لیے اللہ والے بعض وقت چھوٹی سی غلطی پر زیادہ ڈانٹ دیتے ہیں اور کبھی بڑی سے بڑی غلطی پر مسکرا کر ٹال دیتے ہیں۔ لہٰذا بدگمانی نہ کیجیے کہ صاحب چھوٹی سی غلطی پر اتنا خفا ہوگئے اور بڑی غلطی پر خیال بھی نہیں کیا۔ بس یہی سوچیے کہ شیخ جس مقام سے تربیت کررہا ہے اس مقام تک ہماری رسائی نہیں ہے۔ ورنہ اگر استاد نے کہا کہ پڑھو الف اور ب اور شاگرد کہتا ہے الف کھڑا کیوں ہے اور ب لیٹا کیوں ہے؟ تو بتائیے کہ یہ پڑھ سکے گا! استاد کہے گا کہ بس تشریف لے جائیے آپ کی قسمت میں سبزی منڈی لکھی ہوئی ہے، آپ گو بھی بیچیے، اگر علم تمہاری قسمت میں ہوتا تو تم تقلید کرتے۔ اس لیے شروع میں تقلید کی جاتی ہے بعد میں سارے مسائل خود حل ہوجائیں گے۔ جب نورانی قاعدہ پڑھ لے گا اور قرآن ختم ہوجائے گا تو خود پڑھنے لگے گا لیکن کوئی شروع ہی میں محقق بنے کہ الف کھڑا کیوں ہے اور ب لیٹا کیوں ہے اور ب کے نیچے ایک نقطہ کیوں ہے اور ت کے اوپر دو نقطے کیوں ہیں۔ تو آپ بتلائیے کہ پڑھ سکے گا یہ شخص؟ بنیادی طور پر تعلیم کا بین الاقوامی قاعدہ ہے کہ شروع میں صرف تقلید کی جاتی ہے اپنے معلم اور استاد کی۔ دنیا میں جتنے عقل مند ہیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ صاحب بچے کو حق حاصل ہے پوچھنے

کا، جرح و قدح کا، تحقیق و اجتہاد کا۔ اسی طرح اللہ والوں کے سامنے اپنے کو اسی بچے کے مانند سمجھے جو کچھ نہیں جانتا۔ جو شخص بزرگانِ دین کے مقابلے میں اپنی کوئی رائے رکھتا ہے، ان پر اعتراض کرتا ہے، بدگمانی کرتا ہے، اللہ کے راستے میں اسے کچھ نہیں مل سکتا۔ ان حماقتوں کا سبب اکثر جہالت ہوتی ہے۔ خدا پناہ میں رکھے، جہالت کا کوئی علاج نہیں اور حماقت کا بھی کوئی علاج نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک احمق سے بھاگے جارہے تھے۔ کسی نے کہا کہ حضور آپ تو نبی ہیں آپ نابینا کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیتے ہیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے، کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو اس کا کوڑھ اچھا ہو جاتا ہے پھر اس احمق سے کیوں بھاگ رہے ہیں، اس کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دیجیے۔ تو کیا جواب دیا؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوڑھی کو اللہ کے حکم سے اچھا کرسکتا ہوں، میرے ہاتھوں میں اللہ نے معجزہ رکھا ہے، نابینا کو بینا کرسکتا ہوں لیکن حماقت اور بے وقوفی چوں کہ قہر خداوندی ہے اس لیے اللہ کے قہر کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔

لہٰذا دوستو! خدائے تعالیٰ سے ہم سب کو دین کی فہم مانگنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ یہ سمجھ ایسی چیز ہے کہ اگر یہ بگڑ جائے تو بڑے سے بڑا ولی اللہ اس کو بُرا معلوم ہوگا، لہٰذا جب سارے معالجوں اور حکیموں سے دشمنی ہو جائے گی تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ یہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجائے گا، یہ قلتِ فہم اور حماقت قہرِ خداوندی ہے جس کا علاج حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کے پاس بھی نہیں، اسی کی وجہ سے پھر کبر آتا ہے۔ جس کو بڑائی کا مرض ہو تو سمجھ لو احمق ہے۔ میرے شیخ اوّل حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کبر ہمیشہ بے وقوفوں کو ہوا کرتا ہے ورنہ بتائیے کہ فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہ ابھی سے اپنے کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ فیصلہ تو مالک کے ہاتھ میں ہوتا ہے بندے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ کیوں صاحبو! غلام کو کیا حق ہے کہ اپنی قیمت خود لگالے؟ بندے کی قیمت تو مالک لگائے گا قیامت کے دن۔ لہٰذا بندہ وہ ہے جو اپنی شان کچھ نہ سمجھے اور عام مومنین کو اور خصوصاً کسی خادمِ دین کو حقیر نہ سمجھے۔ ہاں یہ ضرور اختیار ہے کہ اگر آپ کو کسی سے مناسبت نہ ہو اس کی مجلس میں ہرگز نہ جایئے، نہ اپنا وقت ضایع کیجیے نہ اس کا وقت ضایع کیجیے، جہاں مناسبت ہو وہاں جایئے، اب اس سے زیادہ کیا سہولت ہوسکتی ہے۔

www.khanqah.org

ہاں جس سے دین کا ایک حرف سیکھا ہو ہمیشہ اس کا ادب کیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے مجھے ایک حرف علم سکھا دیا میں اس کا غلام ہوں، اور دین سیکھنے کے بعد پھر اس سے بد گمانی کرنا اور اس کی اصلاح کے لیے نسخے تجویز کرنا ایسا ہی ہے جیسے چوہا اونٹ کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اپنی طرف سے تو ہم کو اپنے بڑوں سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ وہ دینی مربی خود نہیں کہے گا کہ میں بڑا ہوں لیکن ان واقعات سے سبق لینا چاہیے کہ ہم اپنے بزرگوں کو اپنے نیک گمان سے سب کچھ سمجھیں۔ ایک بار مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، پھر فرمایا کہ خدا کی قسم! میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ ایک بے وقوف نے کہا کہ میاں جب یہ کچھ بھی نہیں ہیں تو ہمیں کیا ملے گا ان سے۔ حالاں کہ یہی ان کے بہت کچھ ہونے کی دلیل تھی ؎

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

اچھا بس اب دعا کیجیے کہ اے خدا! ہمیں اپنے بڑوں کا ادب نصیب فرما، جن سے ہم دین سیکھتے ہیں ان کا ہمیں ادب نصیب فرما۔

اے خدا جوئیم توفیق ادب

اے خدا ہم سب کو ادب کی توفیق نصیب فرما۔

بے ادب محروم ماند از فضل رب

اے خدا! ہم کو بے ادبی کی وجہ سے اپنے فضل سے محروم نہ فرما یعنی ہم کو بے ادبی سے محفوظ فرما اور ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرما۔

اے خدا! ہمیں اپنے بزرگوں کے سامنے اپنے نفس کو مٹانے کی توفیق نصیب فرما۔

ہماری دنیا و آخرت بنا دیجیے، تقویٰ کی حیات نصیب فرما دیجیے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❁❁❁❁

محبتِ الٰہیہ

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے
دل ہمارا غم تمہارا چاہیے

(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت فیوضہم)

ارشادات حکیم الاُمت مجدّد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بدگمانی کا علاج

ایک صاحب نے بدگمانی کا علاج دریافت کیا تو فرمایا کہ کسی کی طرف سے بدگمانی قلب میں آوے تو اوّل علیحدہ بیٹھ کر یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے تو یہ گناہ ہوا اور گناہ پر عذاب کا اندیشہ ہے۔ تو اے نفس حق تعالیٰ کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا۔ یہ سوچ کر توبہ کرے اور دُعا بھی کرے کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے دل کو صاف کردے، اور جس پر بدگمانی ہو اس کے لیے بھی دعا کرے کہ اے اللہ تعالیٰ! اس کو دونوں جہاں کی نعمتیں عطا فرما۔ دن رات میں تین مرتبہ ایسا کرے۔ اگر پھر بھی اثر رہے دوسرے تیسرے دن ایسا ہی کرے۔ اگر پھر بھی اثر رہے اب اس شخص سے مل کر کہے کہ بلاوجہ مجھ کو تم پر بدگمانی ہوگئی تم معاف کردو اور میرے لیے دُعا کردو کہ یہ دور ہوجائے۔

(کمالاتِ اشرفیہ: ص۲۶۷)

بدگمانی و بدزبانی کا سبب کبر ہے

فرمایا کہ بڑی چیز تو یہ ہے کہ آدمی اپنے ہر فعل کو شریعت پر منطبق کرے کہ کون سا فعل میرا شریعت کے موافق ہے اور کون سا خلاف، اور حضرت کسی کے ساتھ اعتقاد رکھنا ضروری نہیں۔ ہاں بدگمانی اور بدزبانی بلا ضرورت کسی کے ساتھ جائز نہیں۔ اگر بدگمانی نہ کی تو کیا نقصان ہوا۔ پھر فرمایا کہ اس کا منشا کئی چیزیں ہیں اور ان سب کا منشا کبر ہے۔ اگر سب سے کمتر اپنے آپ کو سمجھے گا تو جس وقت بدگمانی ہونے لگے گی فوراً اپنا عیب پیش نظر ہوجائے گا اور

www.khanqah.org

سوچے گا کہ ہم تو اس سے بھی زیادہ نالائق ہیں۔ پھر کبھی اس کی نوبت نہ آئے گی۔ لہٰذا کبر کا علاج کسی کامل شخص کے پاس رہ کر کرانا ضروری ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ: ص۲۳۶)

اپنے نفس سے بدگمان رہے

فرمایا کہ اَلْحَزْنُ سُوْءُ الظَّنِّ اس کی تفسیر میں حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تھا کہ اَیْ بِنَفْسِہٖ یعنی دانائی اور احتیاط یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے سوءِ ظن (بُرا گمان) ہی رکھے، کسی وقت مطمئن نہ ہو، ہمیشہ کھٹکتا رہے۔ عارفین یہی کہتے ہیں کہ دوسروں سے تو حُسنِ ظن (نیک گمان) رکھے اور اپنے نفس سے سوءِ ظن رکھے۔

(کمالاتِ اشرفیہ: ص۱۱۴)

دوسروں کے ساتھ حُسنِ ظن کی تعلیم

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ میرے پاس جو لوگ آتے ہیں ان کے قدموں کی زیارت کو مُوجبِ نجات (یعنی اپنی نجات کا ذریعہ) جانتا ہوں کیوں کہ وہ یقیناً اچھے ہیں اور ان کے اچھے ہونے کی میرے پاس دلیل یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ باوجود میرے ناچیز ہونے کے حُسنِ ظن رکھتے ہیں۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:۱۱۵)

بددین کی تقریر و تحریر و تصنیف سب مضر ہے

فرمایا کہ بددین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو ان میں ظلمت ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے، اور دیندار دنیا کی بھی باتیں کرے تو ان میں نور ہوتا ہے۔ کیوں کہ کلام دراصل قلب (دل) سے پیدا ہوتا ہے تو قلب کی حالت کا اثر اس میں ضرور ہوگا۔ پس چوں کہ متکلم (بات کرنے والے) کا اثر اس کے کلام میں اور مصنّف کے قلب کا اثر اس کی تصنیف میں ضرور ہوتا ہے، اس لیے بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہیے کیوں کہ مطالعۂ کتب مثل صحبت مصنّف کے ہے، جو اثر بے

www.khanqah.org

دین کی صحبت کا ہوتا ہے وہی اس کی کتاب کے مطالعے سے ہوتا ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:٦٨)

تبرکات کی حقیقت

فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت وزیارت بڑی چیز ہے۔ ان کا تو تصور بھی نافع ہے اور یہی اصل ہے تبرکات کی۔ کیوں کہ ان چیزوں کو دیکھ کر اُن کی یاد تازہ ہوتی ہے اور ان کی یاد سے دل میں نور آتا ہے، حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا کہ قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس تک میں ظاہر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور ان کی صحبت میں اس سے بھی زیادہ اثر ہوتا ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:٦٨)

اہل اللہ کو ستانا غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے

فرمایا کہ تفسیر مظہری میں ایک حدیثِ قدسی نقل کی ہے کہ مجھے اپنے مقبول بندے کو چھیڑنے پر ایسا غصہ آتا ہے جیسے شیر کے بچوں کو چھیڑنے پر شیر کو۔ چناں چہ ایک مقبول بندے کے ستانے پر شہر کے شہر تباہ کر دیئے گئے ہیں۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:١١٣)

غیبت وبدزبانی کا ایک علاج

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں کسی کی شکایت نہیں سُنی جاتی تھی اور نہ کسی سے بدگمان ہوتے تھے، اگر کوئی کہنے لگا اور حضرت بوجہ حلم منع بھی نہ کرتے مگر جب وہ کہہ لیتا تو فرماتے کہ وہ شخص ایسا نہیں ہے (یعنی تم جھوٹے ہو)۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص: ٥٤)

وُسعتِ نظر کا اثر

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کا ارشاد ہے کہ جس قدر نظر وسیع ہوتی جاتی ہے

اعتراض کم ہوتا جاتا ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:۵۴)

سلف صالحین کی عظمت کی اہمیت

فرمایا کہ اہل علم کے کام کی ایک بات بتلاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین (یعنی اگلے عُلماء و مشایخ و بزرگانِ دین) کی عظمت پر ہے۔ اس لیے حتی الامکان ان پر اعتراض و تنقیص کی آنچ نہ آنے دینا چاہیے (یعنی ان پر اعتراض نہ کرے، نقص نہ نکالے۔)

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:۲۷۸)

اللہ تعالیٰ کی محبت کے آثار

فرمایا کہ اللہ سے محبت رکھنے والا تو کسی کافر، کسی بلّی کتے کے ساتھ بھی مظالم کو گوارا نہ کرے گا۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:۹۲)

اللہ والوں پر طعنہ زنی کی مذمت

اہل اللہ پر طعنہ زنی کے متعلق یہ دو شعر پڑھے ؎

ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد
تا دل صاحب دلے نامد بدرد

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

(کمالاتِ اشرفیہ، ص:۹۱)

(جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو رُسوا نہیں فرمایا جب تک اس نے کسی اللہ والے کا دل نہیں دکھایا اور جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ کسی کا پردہ فاش کردیں تو اس کے اندر نیک بندوں پر اعتراض و طعنہ زنی کا میلان پیدا ہو جاتا ہے۔)

www.khanqah.org

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفیدنہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے“۔

www.khanqah.org

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بد پرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

www.khanqah.org

اختؔر وہ معترض مجھے ناداں نظر آیا

جو اپنی جوانی میں گلستاں نظر آیا
پیری میں مجھے آج بیاباں نظر آیا
ہر شخص ہی حیران و پریشاں نظر آیا
دیوانۂ حق بس مجھے خنداں نظر آیا
چہرہ سے جب آثارِ ملاحت فنا ہوئے
وہ پھول مجھے خارِ مُغیلاں نظر آیا
تھا چاند کی مانند کبھی چہرۂ روشن
مدّت کے بعد نادمِ زاغاں نظر آیا
موجِ فنا میں اس کی روانی نہیں رہی
دریائے محبت میں جو طوفاں نظر آیا
تالاب ہے وہی مگر پانی بدل گیا
جو اُس سے تھا فرحاں کبھی گریاں نظر آیا
چھایا ہے دِل پہ جب سے تری یاد کا عالم
ہر ذرّہ مجھے منزلِ جاناں نظر آیا
مقصد ہمارا شعر سے ہے پندِ سُودمند
اختؔر وہ معترض مجھے ناداں نظر آیا

www.khanqah.org

عالمِ شباب

وہ عالمِ شباب کہ طوفاں کہیں جسے
سیلاب کی زد میں تھی مرے عشق کی بستی

محفوظ جوانی تھی مری شیخ کے صدقے
گو حُسن کی دولت تھی مرے سامنے سستی

آنکھوں میں وہ نشہ تھا کہ توبہ مری توبہ
اور حُسن کے گلشن میں جوانی تھی مہکتی

ہر خونِ تمنّا سے مِلا دردِ دل مجھے
ایمان کے پھولوں کی تھی رنگت بھی نکھرتی

زینت سے بے نیاز تھی وہ میری جوانی
صُورت تھی مری زُلفِ پریشاں سے سنورتی

آئی نظر جو چشمِ بصیرت مری کھُلتی
دُنیائے حُسن تھی مری آنکھوں میں سسکتی

اختر نے جب اُلٹ دیا خواہش کا سیلِ آب
منزل مری جانب کو چلی آئی مچلتی

بدگمانی کا مرض خاندان اور معاشرہ میں فتنہ وفساد کا سب سے بڑا سبب ہے۔ لوگ کسی دوسرے کے قول وفعل کے بارے میں غلط رائے قائم کرتے ہیں پھر نہ صرف یہ کہ خود اس سے بدظن ہوجاتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کے خلاف بھڑکانے کا سبب بنتے ہیں یوں مسلمانوں میں اتفاق کے بجائے افتراق اور محبتوں کے بجائے نفرتیں پھیلتی ہیں۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ ''بدگمانی اور اس کا علاج'' قرآن وحدیث اور اکابر علماء ومشائخ کے ارشادات کی روشنی میں بدگمانی جیسے مہلک گناہ کے اثرات اور ان سے بچاؤ کی تدابیر پر مبنی ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے اپنے منفرد و درد بھرے انداز میں اس بیماری کی خرابی اور اس کے علاج کے بارے میں جس طرح بیان فرمایا ہے وہ وہ بدگمانی کے گناہ سے بچنے میں نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AW-009